ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

حالات جناب لطیف مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم

در مطبع صادق الانوار بہاولپور باہتمام حافظ عبد القدوس طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الٰہی تیری کیا قدرت کاملہ ہے یہ تماشہ دکہلاتا ہے پہر اونکو پردہ اختفا مین
چہپاتا ہے کیا کیا آفتاب طلوع ہوے اور چمک دمک دکہلا کر پہر غروب ہوگئے
سب صفت و ثنا تیری ہی ہے جبکی تعریف ہے اور سب وصف و کمال آپکا
ہی ہے جس کسی کی توصیف ہو تو ہر عیب سے پاک و بری اور سب تیرے قبضہ مین
خشکی ہو یا تری آسمان ایک بلبلہ ہے اور زمین ایک مشت خاک اور تو سب مین جلوہ گر
اور سبسے برتر اور پاک کس زبان سے تیری ثنا ہو سکے جب فخر الاولین والآخرین
سید المرسلین رحمۃ للعلمین حضرت سیدنا محمد رسول اللہ فرماتے ہون لا احصی
ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک لاکہون بلکہ لا انتہا رحمت
وسلام وصلوۃ نثار روح پاک اور تمام آل و اصحاب پر اور تمام ازواج طیبین و طاہرین

بعد حمد و صلوۃ بندہ احقر ذرہ کمتر علماء و زہاد و فقراء و عباد پرآئین محمد یعقوب نانوتوی عفی عنہ بن مقدام العلماء جناب مولوی مملوک العلی مرحوم نانوتوی رسان خدمت احباب ہے کہ آپ صاحبون نے احقر سے فرمایا تہا کہ جو کچہ حال و سوانح عمری حضرت مخدوم و مکرم جناب مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم کے یاد آوین سب بنیا ہے کہ بذیل تحریر جمع ہوجاوین تاہم لوگون کو تذکرہ اور آیندہ کے لئے یادگار رہے آپ لوگون کے امر کی اجابت واجب سمجہکر باوجود قلت فرصت مختصر مختصر جو ہوبا دآتا ہے لکہتا ہون مولانا احقر سے چند ماہ بڑے تہے اونکی پیدایش شعبان یا رمضان سنہ بارہ سو اڑتالیس ہے اور نام تاریخی خورشید حسین اور بندہ کی پیدایش صفر کی تیرہوین سنہ بارہ سو اونچاس ہے۔ اور نام تاریخی منظور احمد اور احقر کے اور مولویصاحب کے علاوہ قرب نسب بہت سے روابط اتحاد تہے ایک مکتب مین پڑہا ایک وطن ایک نسب ہمزلف ہوے ایک اوستاد سے ایک وقت مین علم حاصل کیا اور بعضی کتابین مین نے مولانا سے پڑہی ایک پیر کے مرید ہوئے ہمسفر دو سفر حج کے رہے اور ایک زمانہ دراز تلک ساتہ رہے مگر اونکے کمالات کا اثر ہمارے قصور استعداد سے ہم مین ظاہر نہوا مولویصاحب کے والد شیخ اسد علی صاحب مرحوم جناب والد مرحوم کے ساتہ دہلے گئے تہے اور شاہنامہ وغیرہ کتابین پڑہی ہین اور اپنے پڑہنے کے زمانے کے ہمارے سامنے حکایات بیان فرمایا کرتے تہے مگر حال ایسا تہا کہ گویا علم سے کچہ مناسبت نہین تمام عمر کہیتی کی اور ویسی ہی عادات سوائے

قصبات کے سے تھے مگر نہایت محبت اور خلاق اور کنبہ پرور مہمان نواز نمازی پرہیزگار
تہے اونکے والد شیخ غلام شاہ حضرت نے اونکی زیارت کی قلیل پڑہے ہوسے تہے مگر خادم
درویشون کے ذاکر شاغل تہے تعبیر خواب مین مشہور تھے جناب مولوینصاحب نے خواب مین
دیکہا تھا ایام طفلی مین کہ گویا مین اللہ جل شانہ کی گود مین بیٹہا ہوا ہون اونکے دادا نے
یہہ تعبیر فرمائی کہ تمکو اللہ تعالے علم عطا فرماوے گا اور نہایت بڑے عالم ہوگے اور نہایت
شہرت ہوگی یہ تعبیر اونکی نہایت درست پڑی اور میری بہن نے خواب مین دیکہا کہ ایک ترازو
چہوٹی جیسے لڑکے کہیلا کرتے ہین آسمان سے گری ہے اور اوسپر ابابیل جانور سیاہ
رنگ بہت پٹے ہوسے ہین اگر چہڑاتے ہین چہوٹتے نہین سنکر یون فرمایا کہ قحط ہوگا
چنانچہ وہ قحط جسمین باندیان بک گئے واقع ہوا غالبا پانچا کال اوسکو کہتے تھے میرا نسب
اور مولانا کا شیخ غلام شاہ کے پردادا مین ملتا ہے اسطرح محمد قاسم بن اسد علی بن
غلام شاہ بن محمد بخش بن علاء الدین بن محمد فتح بن محمد مفتی بن عبد السمیع بن مولوی
محمد ہاشم اور محمد یعقوب بن مملوک العلی بن احمد علی بن غلام شرف بن عبد اللہ بن محمد فتح
بن محمد مفتی بن عبد السمیع بن مولوے محمد ہاشم اور میان شیخ محمد بخش کے بہائی
شیخ خواجہ بخش میرے والد اور شیخ کرامت حسین دیوبندی کے نانا ہوتے تھے جوانی مین
دکن گئے وہان نکاح کیا تہا وہان ایک بیٹا مولوی محمد ہاشم نام تہا یہان اولاد پسری
تہی اس سبب سے میرے والد کے نانا اونکے چچا ہوتے ہین اور اور انواع رشتے جیسے
برادری مین ہوا کرتے ہین باہم مرتبط مین مولویصاحب کے نانا مولوی وجیہ الدین

صاحب نانوتوی فارسی بہت عمدہ اُردو کے شاعر کچھہ عربی سے آگاہ بڑے تجربہ کار
پُرانے آدمی ہنگام آمدنی حکومت انگریزی سہارنپور مین وکیل کمپنی ہوے اور
نہایت عزت و احترام اور تمول سے گذران کی نہایت طباع اور خوش فہم تھے اوپر چہہ
پشت اوپر مولوی محمد ہاشم صاحب مرحوم مین ہمارے نسب جا ملتے ہین اور آگے نسب
حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی مین جا پہونچتا ہے یہ مولوی محمد ہاشم زمانہ
شاہجہان مین مقرب بادشاہی ہوے اور نانوتہ مین مکان بنائے اور چند دیہات
جاگیر تہے جو تبدل حکومات کے سبب اونکی اولاد کے پاس نرہے مولویصاحب کے اور
کوئی بھائی نہ تھا ایک بہن دیوبند مین اب زندہ موجود ہین اور اونکے والد اور دادا
صاحب کے بہی کوئی بہائی نہ تھا بھائے پیدا ہوئے مگر لڑکپن مین مرگئے اور چچا جوانی
مین مرگئے اور دادا کے بہائی تھے وہ کسی لڑائی مین جوان عمر شہید ہوے اور
اوپر جو بہائی تہے اونکے اولاد پسری یہان کوئی نہین رہے دکہن مین اونکے اولاد ہوئی
بقاعدہ معروف وہ بہی گویا ایک ہی تہے غرضکہ چار پشت تلک مولانا متفرد ہوئے جناب
مولوی صاحب لڑکپن سے ذہین طباع بلند ہمت تیز وسیع حوصلہ جفاکش جری
چست وچالاک تہے مکتب مین اپنے ساتہیون سے مدام اول رہتے تہے قرآن شریف
بہت جلد ختم کر لیا خط اوسوقت سب سے اچھا تہا نظم کا شوق اور حوصلہ تہا اپنے
کہیل اور بعض قصے نظم فرماتے اور لکہہ لیتے چہوٹے چہوٹے رسالے اکثر نقل کئے جناب
مخدوم العالم حاجی امداد اللہ صاحب سے جو ربط نسب کا تہا حضرت مخدوم کے ناننہال جا رہی

خاندان مین تہی اور بہن اونکی یہان بیاہی تہی اکثر نانوتہ تشریف لاتے تہے اونکی خدمت
مین حاضر ہوتے اور بنہایت محبت واخلاص فرماتے جزو بندی کتاب کی حضرت سے
ہم دونون نے سیکہی اور اپنی لکہی ہوئی کتابون کی جلدین باندہی ہمارے
وطن مین ایک قضیہ پیش آیا شیخ تفضل حسین شیعہ مذہب ہوگئے تہے اور ہماری جائداد
کے شریک تہے اونسے اور مولویصاحب کے دادا شیخ غلام شاہ سے دنگہ ہوا اور شیخ
تفضل حسین مولویصاحب کے ماموں میان فصیح الدین کے ہاتہہ سے زخمی ہوکر مرگئے
ہرچند کہ اوس مقدمہ مین خیریت رہی اور حاکم کیطرف سے کسیکو کچہہ سزا نہوئی مگر
بنا دشمنی کی کچہہ پہلے سے تہی کچہہ اب زیادہ ہوگئے تب یہ خوف ہوا کہ مبادا کوئی
صدمہ مخالفون کے ہاتہہ سے انکو پہونچے اسلئے دیوبند بہیج دیا یہان مولوی مہتاب علی
صاحب کا مکتب تہا شیخ کرامت حسین مرحوم کے گہر پر شیخ نہال احمد پڑہتے تہے مولویصاحب
کو اونہون نے عربی شروع کرائی پہر سہارنپور اپنے ناناکے پاس رہے وہان
مولوی محمد نواز صاحب سہارنپوری سے کچہہ پڑہا فارسی اور عربی کی کتابین اول کی
کچہہ حاصل کین اوس زمانہ مین والد مرحوم احقر کے حج کو تشریف لیگئے احقر ایک برس
کامل وطن رہا حفظ قران شریف پورا ہوگیا تہا مگر صاف نہ تہا صاف کرتا تہا مولوی صاحب
سہارنپور سے وطن آئے اور اونکے نانا کا انتقال اوس سال کے وبائی بخار مین
معہ بہت سے لوگون کے ہوگیا تہا اوس زمانہ مین مولویصاحب کا ساتہہ رہا مولویصاحب
جیسے پڑہنے مین سب سے بڑہکر رہتے تہے ہرکہیل مین خواہ ہوشیاری کا ہو یا محنت کا سب سے

اول اور غالب رہتے تھے خوب یاد ہے کہ اوس زمانہ مین ایک کھیل جوڑ توڑ نام ہم کھیلتے
تھے اور بہت پرانے مشاق لوگ اوسکو عمدہ کھیلتے تھے اور ہم نئے کھیلنے والے مات
کہا جاتے تھے مولویصاحب نے جب اوسکا قاعدہ معلوم کر لیا پھر یاد نہین کسی سے مات
کہائی ہو بہت ہوا تو برابر رہے بلکہ ہر کھیل مین جو مرتبہ کمال کا ہوتا تھا وہان تک اوسکو
پہونچا کر چھوڑتے دروازہ مکان کا ایک دراز کوچہ تھا اور وحشتناک جگہہ تھی اور وہان
آسیب بھی مشہور تھا مگر راتون کو بہت بہت دیر سے گھر جاتے اور بے تکلف اور کچھہ
خوف نکرتے جب والد مرحوم حج سے تشریف لائے اور وطن آئے تب مولوی صاحب
سے کہا کہ مین تمکو ساتھہ لیجاؤنگا بعد اجازت والدہ کے دہلی روانہ ہوئے ذی الحجہ
سنہ اونسٹھ ۵۹ کے آخر مین وطن سے چلے اور دوسری محرم سنہ ساٹھہ کو دہلی پہونچے
چوتھی کو سبق شروع ہوئی مولویصاحب نے کافیہ شروع کیا اور حضرت نے میزان اور گلستان
والد مرحوم نے میرے ابواب کا سننا اور تعلیلات کا پوچھنا اونکی سپرد کیا تھا اور ہر
جمعہ کی رات کو کہ چھٹی ہوتی تھی صیغون اور ترکیبون کا پوچھنا معمول تھا۔ یاد ہے
کہ مولویصاحب سب مین عمدہ رہتے تھے اوسی زمانہ مین ہمارے مکان سے قریب مولوی
نوازش علی صاحب کی مسجد مین مجمع طالب علمون کا تھا اونسے پوچھ پاچھ اور بحث شروع
ہوئی مولویصاحب کی جب باری آئی سب پر غالب آئے اور جب گفتگو ہوتی اونہین مولویصاحب
کو غلبہ ہوتا بلکہ ہم مین سے جو کوئی مغلوب معلوم ہوتا مولویصاحب سے دیکھا نجاتا یا مولویصاحب
خود اوسکو مدد دیتے۔ پھر تو مولوی صاحب ایسا چلے کہ کسیکو ساتھہ ہونیکی گنجایش نرہی تھی

یہ معقول کے مشکل کتابین زواہر قاضی صدرا شمس بازغہ ایسا پڑہا کرتے تہے جیسے حافظ منزل
سناتا ہے کہین کہین کوئی لفظ فرماتے جاتے اور ترجمہ تک نکرتے والد مرحوم کے بعض
شاگردون نے کہا ہی کہ حضرت یہ تو کچھہ سمجھنے نہین معلوم ہوتے جناب والد مرحوم نے
فرمایا کہ میری سامنے طالب علم بے سمجھے چل نہین سکتا اور واقعی اونکی سامنے بے سمجھے چلنا
مشکل تھا وہ طرز عبارت سے سمجھہ لیتے تہے کہ یہہ مطلب سمجھا ہوا ہے یا نہین اوریہی
حال جناب مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی سلمہ اللہ تعالے کا تہا۔ مولویصاحب سے
اوسی زمانہ سے دوستی اور ہم سبقی رہی آخر حدیث خدمتمین جناب شاہ عبد الغنی صاحب
مرحوم کے پڑہی اور اوسی زمانہ مین دونون صاحبون نے جناب قبلہ حضرت حاجی
امداد اللہ صاحب دام ظلہ سے بیعت کی اور سلوک شروع کیا والد مرحوم نے مولویصاحب کو
مدرسے عربی سرکاری مین داخل کیا اور مدرس ریاضی کو فرمایا کہ انکی حال سے متعرض نہو جو
مین انکو پڑہا لونگا اور فرمایا کہ تم اقلیدس خود دیکھہ لو اور قواعد حساب کی مشق کر لو۔ چند روز
مین چرچا ہوا کہ مولویصاحب سب معمولی مقالے دیکھہ چکے اور حساب پورا کر لیا ازبسکہ یہہ واقعہ
نہایت تعجب انگیز تہا طلبہ نے پوچہ پاچہ شروع کی یہہ کیفیت جاری تھے ہربات کا جواب باصواب تہا
آخر منشی ذکاء اللہ نے چند سوال [illegible] ماسٹر کے بہیجے ہوئے لائے اور وہ نہایت مشکل سوال
تھے اونکی حل [illegible] کی نہایت شہرت ہوئی اور حساب مین کچھہ ایسا ہی حال تھا
جب امتحان سالانہ [illegible] مولویصاحب امتحان مین شریک نہوے اور مدرسہ چھوڑ
دیا [illegible] جناب [illegible] صاحب کو کہ اوسوقت مین مدرس اول انگریزی تھے نہایت

افسوس ہوا پھر مولوی صاحب نے مطبع احمدی میں تصحیح کتب کی کچھہ مزدوری کر لی اور کتابیں جو علم
تمام کر چکے تہے حدیث خدمت میں شاہ عبد الغنی صاحب کی پوری کی اس عرصہ میں والد مرحوم
کا گیارہویں ذی الحجہ ۱۲۶۲ھ کو برس بر قان قبل السابع انتقال ہوگیا ایام مرض والد مرحوم
کے ممتد نہ تھے گیارہ روز کل مرض رہا مگر چار پانچ روز بہت غفلت اور کرب رہا لخلخہ
سنگھایا اور پنکھا کرنا ہر وقت تھا ہم سو جاتے تھے اور مولوی صاحب برابر بیٹھے رہتے تھے بعد
انتقال مولانا والد مرحوم کے احقر اپنے مکان مملوک میں جو چیلوں کے کوچہ میں تھا جا رہا
مولوی صاحب بھی میرے پاس آرہے کوٹھے پر ایک جھلنگا پڑا ہوا تھا اوسپر پڑے رہتے
تھے روٹی کبھی پکوا لیتے تھے اور کبھی کئی وقت تک اوسی ہی کھا لیتے تھے میرے پاس آدمی
روٹی پکانے والا نوکر تھا اوسکو میں کہہ رکھا تہا کہ جب مولوی صاحب کھانا کھاویں سالن
دیدیا کرو مگر بدقت کبھی اوسکے اصرار پر لیلیتے تھے ورنہ وہی روکھا سوکھا ٹکڑا چبا کر پڑ
رہتے تہے ایک برس دن کے قریب بعد انتقال والد مرحوم احقر وہاں رہا پھر نوکری
اجمیر کے سبب دہلی چھوٹی اور مولوی صاحب سے جدائی پیش آئی مولوی صاحب چند روز اوسی
مکان میں تنہا رہے پھر چھاپہ خانہ میں جا رہے پھر دار البقا میں چند روز رہے
اوس زمانہ میں جناب مولوی صاحب مولوی احمد علی صاحب سہارنپوری نے تحشیہ اور
تصحیح بخاری شریف کے کہ پانچ چھہ سپارہ آخر کے باقی تھے مولوی صاحب کے
سپرد کیا مولوی صاحب نے اوسکو ایسا لکھا ہے کہ اب دیکھنے والے دیکھیں کہ اوس سے بہتر
اور کیا ہوسکتا ہے اوس زمانہ میں بعض لوگوں نے کہ مولوی صاحب کے کمال سے آگاہ نہ تھے

جناب مولوی احمد علی صاحب کو بطور اعتراض کہا تہا کہ آپ نے یہہ کیا کام کیا کہ آخر کتاب کو
ایک نئے آدمی کے سپرد کردیا اوسپر مولوی احمد علی صاحب نے فرمایا تہا کہ مین ایسا نادان
نہین ہون کہ بدون سمجہے بوجہے ایسا کرون اور پہر مولوی صاحب کا تحشیہ اونکو کہلایا
جب لوگون نے جانا اور وہ جگہ بخاری مین سب جا سے مشکل ہے علی الخصوص تائید مذہب
حنفیہ کا جو اول سے التزام ہے اور اوس جا پر امام بخاری نے اعتراض مذہب حنفیہ
پر کئے ہین اور اونکے جواب لکہنے معلوم ہے کہ کتنے مشکل ہین اب جس کا جی چاہے اوس جگہ
کو دیکہ لے اور سمجہہ لے کہ کیسا حاشیہ لکہا ہے اور اوس حاشیہ مین یہہ بہی التزام
تہا کہ کوئی بات بے سند کتاب کے محض اپنے فہم سے نہ لکہی جاوے اوس وقت
کی اکثر حکایات سنی سنائی عرض کرتا ہون کیونکہ پانچ برس تک پہر ملاقات مولوی
صاحب سے نہین ہوئی جب احقر اجمیر گیا مولویصاحب اوسی مکان مین رہتے تھے
اور بعض ایک دو آدمی اور تھے پہر اتفاق سے سب متفرق ہو گئے اور مولویصاحب
تنہا رہ گئے مکان مقفل رہتا تہا رات کو مولوی صاحب کواڑ اوتار کر اندر جاتے تہے
اور پہر کواڑ کو درست کر دیتے تھے اور صبح کو کواڑ اوتار کر باہر ہو جاتے تہے اور پہر کواڑ
درست کر دیتے تہے چند ماہ اوسی ہو کے مکان مین گذر گئے جس زمانہ مین مولوی صاحب
پہر ہی پاس رہتے تہے مولوی صاحب کی صورت پر جذب کی حالت برستی تہی بال سر کے
بڑہ گئے تھے نہ دہونا نہ کنگہے نہ تیل نہ کترے نہ درست کرے عجب صورت تہی مولویصاحب کو
اللہ تعالی نے ایک ہیبت عنایت کی تہی اونکے سامنے بولنے کا ہر کسیکو حوصلہ نہ تہا باوجودیکہ

نہایت خوش مزاج اور عمدہ اخلاق تہے اسلئے مین تو کہہ نسکا ایک اور دوست سے کہلایا تب
بمشکل بال کترواکر درست کئے اور دہلوائے جوئین بہت ہوگئی تہی اونسے نجات ہوئے
مزاج تنہائی پسند تہا اسلئے کچہہ عرض ہو سکتا تہا مولویصاحب کو اول عمر سے اللہ تعالے
نے یہہ بات عنایت فرمائی تہی اکثر ساکت رہتے اور ہر کسیکو کچہہ کہنے کا حوصلہ ہوتا تہا۔ اور
باوجود خوش مزاجی اور ظرافت کے ترش رو اور مغموم جیسی صورت رہتے اور اونکی حال سے
بہلا ہو یا برا نہ کسیکو اطلاع ہوتی نہ آپ کہتے یہان تک کہ بیمار بہی اگر ہوتے تب بہی شدت
کیوقت کبہی کسی نے جان لیا تو جان لیا ورنہ خبر نہوی اور دواکرنا تو کہان بعضے احباب
کی زبانی سنا ہے کہ چہاپہ خانہ مین جناب مولوی احمد علی صاحب کے جب مولوی صاحب کام
کیا کرتے تہے مدتون یہہ لطیفہ رہا کہ لوگ مولوی کہکر پکارتے ہین اور آپ بولتے نہین
کوئی نام لیکر پکارتا خوش ہوتے تعظیم سے نہایت گہبراتے بے تکلف ہر کسی سے رہتے
اب تک جو شاگرد یا مرید تہے اونسے یارانہ کے طور پر رہتے اور کچہہ اپنے لئے صورت تعظیم
کی نہ رکہتے علما کے وضع عمامہ یا کرتہ کچہہ نہ رکہتے ایک دن آپ فرماتے تہے کہ اس علم
نے خراب کیا ورنہ اپنی وضع کو ایسا خاک مین ملاتا کہ کوئی بہی نہ جانتا۔ مین کہتا ہون
اس شہرت پر بہی کسی نے کیا جانا جو کمالات تہے وہ کس قدر تہے کیا اومین سے ظاہر
ہوئے اور آخر سب کو خاک مین ہی ملا دیا اپنا لکہا کر دکہا یا مسئلہ کبہی نہ تبلاتے حوالہ کسی
پر فرماتے فتوے پر نام لکہنا اور مہر کرنا تو درکنار اول امامت سے بہی گہبراتے آخر کو اتنا
ہوا کہ وطن مین نماز پڑہا دیتے تہے وعظ بہی نہ کہتے تہے جناب مولوی منظفر حسین صاحب مرحوم

کاندہلوے نے اول وعظ کہلوایا اور خود بھی بیٹہہ کر سنا اور بہت خوش ہوے جناب مولوی
مظفر حسین صاحب کاندہلوی اس آخری زمانہ مین قدما کے نمونہ تھے تقوے اللہ اکبر ایسا
تہا اور ایسا ہی وہ نسبت پیدا تھی کہ مشتبہہ چیز اگر معدہ مین پہونچ گئی تو اوسی وقت قے ہوجاتی
تہی اور اتباع سنت نہ ایسا دیکہا اور نہ ایسا سنا سبحان اللہ بیوون کے نکاح کی
بنا ان اطراف مین اول ایکی نسبی ہوئی اور والد مرحوم نے اوسکو نہایت خوب صورتی سے
اجرا فرمایا اور اون دونون بزرگوارون کے قدم بقدم حضرت مولانا نے اوسکو پورا شایع
کیا یہہ اجر ان صاحبون کے نامہ اعمال مین تا بقیامت رہیگا اور ایک یہہ کیا ہزارون دین
کی باتین ایسی ہی کین جناب مولوی مظفر حسین صاحب کیخدمت مین اوس زمانہ سے نیاز
تہا جبکہ حضرت مولوی صاحب دہلی تشریف لاتے تو والد مرحوم کے پاس ہماری مکان مین
فروکش ہوتے اور والد مرحوم جب وطن جاتے کاندہلہ ہوکر جاتے جب وطن سے آتے
کاندہلہ ٹہر کر دہلی روانہ ہوتے اور یہی حال جناب حاجی امداد اللہ صاحب سے تہا۔ تہانہ بہون
مین آتے جاتے ملاقات کر کر آتے یا وہان مقام ہی ہوتا سبحان اللہ کیا جلسہ تہا
پیر محمد والی مسجد مین وہ گلزار تہا کہ شب و روز سواء ذکر اور قال اللہ قال الرسول کچہہ اور
دہندہا نہ تہا آخر شب مین ذکر جہر کا یہ رنگ ہوتا کہ غافل بہی جاگ اوٹھتے اور توفیق ذکر اللہ
کی پاتے غرضکہ یہہ آنا جانا اور ملاقاتین ان صاحبون کی خدمت مین نیاز کی سبب ظاہر ہوی
ورنہ جو لکہا ہوا تہا وہ ہر طرح ہوتا تہا مولوی صاحب نکاح نہ کرتے تھے اور جناب بہائی اسد علی
صاحب حنفیت کی والد کو ادہر تو ترک نوکری اور خیال درویشی کا رنج تہا ادہر یہہ فکر ہوا

دیوبند رشتہ کیا تہا آخر جناب حاجی امداد اللہ صاحب کی خدمت مین عرض کیا حضرت کے
فرمانے سے نکاح پر راضی ہوئے مگر یہہ شرط کی کہ تمام عمر زوجہ کے نفقہ اور اولاد کی
پرورش کے لئے کچھہ کما لانے کے مجہسے متقاضی نہون بیچارون نے ناچار یہہ شرط
قبول کی نکاح ہو گیا اب نوکری آپ نے اگر کی تو کیا کی کسی چھاپہ خانہ مین چار یا پانچ
روپے کی تصحیح کی خدمت قبول کی اور بہر مزاج مین مہمان نوازی اور سخاوت
بہلا کیا بچتا کہ گہر دیتے بلکہ جب وطن آتے اور یہان مہمان آتے والدین کو دشواری
ہوتی تب یہہ کیا کہ بی بی کا زیور اوسکی اجازت سے بیچ کر صرف کر دیا وہ ایسی تابعدار تہین
کہ والدین کی خدمت مین جو مشقت اوٹہائی مولوی صاحب کی نازبرداری اونکو علاوہ
بران ہوئی اور والدین کی رضا کے لئے جب ناخوش ہوتے تو اونکو بہی کچہہ کہہ لیتے آخر مین
اُنکے بڑے شکرگذار رہے اور اللہ جل شانہ نے بہت کچہہ عنایت فرمایا جو کچہہ فتوح ہوتی
اونکی حوالہ کر دیتے وہ اللہ کی بندی خدا سلامت رکہے ایسی سخی اور دست کشادہ ہین کہ جناب
مولویصاحب کی مہمانداری کو اوستی کے باعث رونق تہی کبہی یاد نہین کہ کسی وقت کوئی
آگیا ہو اور گہر مین کہانا نہ ملا ہو بلکہ خود فرماتے کہ ہماری سخاوت احمد کی والدہ کی بدولت
ہے جو مین قصد کرتا ہون وہ مہمان نوازی مین اوس سے بڑہکر کرتی ہے چاول
نانوتہ مین بہت پیدا ہوتے ہین مہمانون سے فرماتے کہ ہمنے تمہارے لئے چاول پکانے
مین تکلف نہین کیا بلکہ ہمارے گہر آمدنی ارضی کے یہی چاول ہوتے ہین وہی تمہاری
آگے پکا کر رکہہ دیتے ہین اور مہمانون کے کہلانے مین مولوی صاحب کو کچہہ دریغ نہ تہا

ایک بار دستر خوان پر کھچڑی کے ساتھہ بہت سا گھی آیا دس پندرہ آدمی تھے
جناب مولوی رشید احمد صاحبؒ نے فرمایا کہ اتنا گھی یہہ فضول ہے اوسمین سے ادھا رکھہ لیا
اور آدھا گھر بہیج دیا ایک بار مہمانون کی کسی سواری کے لیئے دانے کی ضرورت تھی
چنے غلے کہ دانہ دل کر دیوین گھر مین کابلی چنے رکھے ہوے تھے وہی دلوا کر دانہ
دیدیا مہمان نوازی مولوی صاحب پر ختم ہے مجھے یاد ہے کہ مولوی صاحب نے
لڑکپن مین ایک خواب دیکھا تھا اوسکی تعبیر یہی تھی یون دیکھا تھا کہ مین مرگیا ہون
اور لوگ مجھے دفن کر آئے تب قبر مین حضرت جبرئیل تشریف لائے اور کچھہ نگین سامنے رکھے
اور کہا یہہ اعمال تمہارے ہین اونمین ایک نگین بہت خوشنما اور کلان ہے اوسکو
فرمایا کہ یہہ عمل حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا ہے ایام طالب علمی مین مولوی صاحب نے
اور ایک خواب دیکھا تھا کہ مین خانہ کعبہ کی چہت پر کھڑا ہون اور مجھہ مین سے نکل کر ہزارون
نہرین جاری ہو رہی ہین جناب والد مرحوم سے ذکر کیا اونھون نے فرمایا کہ تم سے علم
دین کا فیض بکثرت جاری ہوگا جس زمانہ مین نکاح ہوا اور والد کو یہہ خیال تہا کہ اپنا اُ
زمانہ کی طرح جب فکر ہوگا۔ آپ نوکری کر ہی لینگے اور بعد گذرنے کتنی مدت کے
کچھہ نکیا تب مایوس ہوگئے اور اونکو اس امر کا بہت رنج تہا کہ اور بھائی پڑھکر نوکر
ہوگئے کوئی پچاس کوئی سو کا کوئی کم کوئی زیادہ۔ اپنا خوش وخورم ہین اور انکا
حال ویسا ہی اور آمدنی اراضی کی مکتفی خرچ کو نہوتی تہی جناب حاجی امداد اللہ صاحب مدظلہ
سے شکایت کی کہ بھائی میرے تو یہی ایک بیٹا تہا اور مجھے کیا کچھہ امیدین تہی کچھہ کماتا تو

ہمارا یہہ افلاس دور ہوجاتا تمہارے سے خدا جانے کیا کر دیا کہ یہہ نہ کچھ کماوہے نہ نوکری کرے حضرت اوسوقت تو ہنس کر چپ ہو رہے پھر کہلا بہیجا کہ یہہ شخص ایسا ہونیوالا ہے کہ دہ سو پچاس والے سب اسکی خادمی کرینگے اور ایسی شہرت ہوگی کہ اسی کا نام ہر طرف پکارا جائیگا اور تم تنگی کی شکایت کرتے ہو خدا تعالے بے نوکری ہی اتنا کچھہ دیگا کہ اون نوکرون سے یہہ اچھا رہیگا جناب بھائی اسدعلی صاحب کی ہی زندگی مین اللہ تعالے نے وسعت دی اور مولویصاحب سے بہت خوش اونہون نے انتقال کیا اور تصدیق اس پیشین گوئی کی اپنی آنکہہ دیکہہ گئے قدر مریدون کی پیرہی پہچانے اور جو ایسی نظر رکھے وہی جانے حضرت نے آخر مین ضیاء القلوب کی چند سطران دونون صاحبون کی تعریف مین لکھے ہین نہایت درست ہین یون حضرت نے اپنی کسرنفسی کو کام فرمایا ہے مگر اظہار مرتبہ ان دونون صاحبون کا اوس سے منظور ہے اور خود حضرت سے ارشاد فرمایا تہا اول حج مین جب حاضر خدمت ہوا تہا کہ مولوی رشید احمد صاحب مین اور مجھہ مین کچھہ فرق نہین لوگون کو یہان آنے کی کیا ضرورت ہے اور مولوی محمد قاسم صاحب کو فرمایا تہا کہ ایسے لوگ کبہی پچھلے زمانہ مین ہوا کرتے تھے اب مدتون سے نہین ہوتے اور اللہ تعالے نے اس کمال پر یہہ ضبط عنایت فرمایا تہا کہ کبہی کوئی کلمہ خود ستائی کا یا کسی طرح کوئی صورت رعونت یا خود بینی کی خلوت جلوت تنہا ہی مجمع اپنی بیگانون مین کبہی ظاہر نہین ہوتی تہی اب اس سفر مین حضرت حاجی صاحب نے فرمایا تہا کہ مولویصاحب کی تحریر تقریر کو محفوظ رکھا کرو اور غنیمت جانو ہائے افسوس یہہ خبر

نہ تھی کہ اسکی یہہ معنی ہین اور یہہ واقعہ یون اچانک آجاۓ گا چند بار شدت مرض ہوکر
اللہ تعالی نے شفا دی تھی اب کی بار بھی وہی خیال باندہ رکھا تھا کیا کیا جو باتین
رہ گئین رہ گئین اب سوا افسوس کیا ہو سکتا ہے جو تحریرین ناتمام رہ گئین اب
بھلا کون اونکو تمام کرسکتا ہے اور جنمین کچھہ نقصان ہو گیا اونکی تکمیل کی کیا صورت ہو
سکتی ہے بعد نکاح - والد اکثر مکدر رہتے تہے اور آرزو کرتے تھے کہ کوئی پوتا ہوتا
تو اوس سے امید نسل جاری ہونیکی بندہتی اول کئی لڑکیان ہوئین جنمین سے دو زندہ
اب ہین ایک بزرگ نے کہا کہ تم یہہ آرزو کرتے ہو اور مولویصاحب کو ناخوش رکھتے
ہو اونکو مکدر نکرو اللہ تعالی تمکو بھی خوش کریگا تب سے مولوی صاحب کی اکثر مداراری
کرتے اور مہمانون کی خدمت اور تواضع سے کسیطرح نہ گھبراتے تب اللہ تعالے نے
میان احمد کو عنایت کیا آج بحمد اللہ تعالی میان احمد جوان ہین اٹھارہ برس کی عمر ہے
اللہ تعالے اپنے والد کی مثل کرے آمین اور میان ہاشم پیدا ہوئے آج انکی عمر آٹھہ برس
کی ہے یہہ نام مولویصاحب کے والد کا رکھا ہوا ہے اس عرصہ مین کئی لڑکے لڑکیان
پیدا ہوئی اور چھوٹی عمر مین انتقال ہو گیا اب ایک لڑکی تین چار برس کی آخری اولاد
ہے اللہ ان سب کو عمر و سعادت و خوبی نصیب کرے اور مولویصاحب کا نام انکی
نسل سے قائم رکھے ہمارے بھائی اسد علی صاحب بڑے سیدہے آدمی تھے حقہ بہت
پیتے تھے مولویصاحب کو حقہ سے نفرت ایک بار حقہ بھرنے کو کہا مولویصاحب باپ کے
تابعدار حقہ بھر کر سامنے لا رکھا جب لوگون نے سنا بہت ملامت کی کہا مین کہکر خود

نادم ہوا پھر کبھی مولوی صاحب سی نکہا۔ والد سی اول اس بات پر اکثر تکدر رہتا تھا مولوی صاحب
مسجد مین رہتے رات کو مسجد مین سو رہتے کھانا مسجد مین کہاتے پیر بھائی دو تین تھے
اونکو کہا تہا کہ سب کہانا لایا کرو اور ملکر کھالیا کرین گے پاپیادہ چلتے جفاکشی کرتے اونکو
رنج ہوتا مولوی صاحب ایسے جفاکش تھے اول مین جب ضرورت نہانے کی ہوتی تہی
مسجد مین پانی گرم ہوتا تہا اور تہجد کیوقت نہاتے مگر ہجوم کے سبب تالاب مین جاکر نہالیتے
یہہ کڑکڑات کا جاڑا اور پالا پڑے اور مولوی صاحب تالاب مین نہاوین۔ مولوی صاحب
نے ریاضتین ایسی کین ہین کہ کیا کوئی کریگا اشغال دشوار جیسے حبس اور سہ پایہ مدتلک
کئی ہین اور بارہ تسبیح اور ذکر ارہ کا دوام تہا ہی سر کے بال شدت حرارت کی سبب اوڑ
گئے تھے حرارت مزاج مین ایسی آگئی تہی کہ کسی صورت سی فرو نہوتی تہی کیونکہ یہہ حرارت
قلب کی تہی اور اوسکی نکلنے کی کوئی صورت نہوی یہی آخر مرض کا باعث ہوئی اور اوسی
مین آخر انتقال کیا۔ آمد معانی اور مضامین کی ایسی تہی یون فرماتے تھے کہ بعضی بار
حیران ہو جاتا ہون کہ کیا کیا بیان کرون اور اکثر تقریر طویل کے سبب کہین سے کہین نکل
جاتے باقی احوال کو اللہ جانے باوجودیکہ کشف تمام تہا مگر کبھی زبان سی کچھہ نفرماتے
ادنے ادنے اہل نسبت کی پاس بیٹھنے سے اثر ہوتا ہے مولانا کو یہہ ضبط تہا کہ کبھی
کچھہ اثر ظاہر ہوتا تہا ایک بار مولوی صاحب نے مجمع مین مثنوی مولانا روم پڑہنا
شروع کیا دو چار شعر ہوتے اور عجیب غریب مضمون بیان ہوتے ایک صاحب کہ کچھہ
نگاہ باطنی رکھتے تہے سنکر رونے لگے کہ یہہ اثر تجرعی کا ہے اور چاہا کہ کچھہ مولانا کو فیض

باطنی ویوین درخواست کی کہ کبھی تنہا ملئے آپ نے فرمایا مجھکو کام چہاپہ خانہ کا اور پڑہانا
طلبہ کا رہتا ہے تنہائی کہان آپ جب چاہین تشریف لاوین وہ صاحب ایک روز تشریف
لائے اور کہا کہ آپ ذرا میری جانب متوجہ ہون اور خود آنکھہ بند کرکر مراقب ہوئے
مولانا سبق پڑہا رہے تھے البتہ موقوف کر دیا مگر کبھی آنکھہ کھلے اور کبھی قدری بند اونکی
طرف متوجہ ہوئے اونکا یہہ حال ہوتا تہا کہ کبھی قریب گرنے کے ہوجاتے تھے اور پھر
سنبھل بیٹھتے تہے کچھہ دیر یہہ معاملہ رہا پھر وہ اوٹھکر نیچی نگاہ کئے چلے گئے بہت
معتقد ہوئے مولانا کی کسر نفسی نے اونکی کمال کو ہرگز ظاہر نہونے دیا اور جو کچھہ ظاہر ہوا بہر
گمان مین بامراللہ تہا ہرگز اپنے طرف سے اظہار کسی امر کا نفرماتے تہے بات کہان
سے کہان پونہچی جب احقر بنارس سے وطن کیطرف پونہچا اتفاق نانوتہ جانے کا
ہنوا دیوبند مین اہل وعیال چھوڑکر رورکی چلا گیا وہان کام نوکری کا کرنے لگا
اتفاق گھر جانے کا ہنوا مولوی صاحب گھر تھے مین نے عرض کر بھیجا کہ جی ملنے کو چاہتا
ہے اور مجھکو فرصت نہین خود پیادہ پا دو منزلہ کرکر احقر کے ملنے کو تشریف لائے اور ہمیشہ
جب تلک قوت تھی کبھی سواری کیطرف رخ نہ تہا اوسی عرصہ مین غدر ہوگیا بعد رمضان
احقر کو سہارنپور لینے کو تشریف لائے چند آدمی اور وطن وار ساتھہ تھے اوسوقت
راہ چلنا بدون ہتیار اور سامان کے دشوار تہا جب احقر وطن پونہچا چند ہنگامہ مفسدین
کے پیش آئے جسمین مولانا کی کمال جرات وہمت ظاہر ہوئی اوسی زمانہ مین ہمارے
بہائی ہم عمر اکثر مشق بندوق اور گولی لگانے کی کرتے رہتے تہے ایکدن آپ مسجد مین

سے آتے کہ ہم گولیان لگا رہے تھے اور نشانہ کی جا پر ایک تھم کا پتا رکھا تھا اور
اوسکے گرد ایک دائرہ کھینچا تھا قریب بیس بندوق لگاتے تھے گولیان سبکی کی تھی مولوی صاحب
نے فرمایا کہ بندوق کیونکر لگاتے ہین مجھے بھی دکھلاؤ کسی نے ایک فیر کی اور قاعدہ نشانہ
کا ذکر کیا تب بندوق ہاتھہ مین لیکر فیر کی صاف گولی نشانہ پر لگی اور وہ سب مشتاق
کتنی دیر سے لگا رہے تھے دائرہ مین اگ جانیکو نشانہ پر پوہنچا جانتے تھے اور یہہ بات
اتفاقی نہ تھی اپنی فہم سے حقیقت نشانہ بازی کی سمجھکر بدن ایسی وضع پر سادہ
لیا جو فرق ہو جانے کی وجہ تھی ہوئی تیراندازون کو دیکھا ہے کہ سر سے پا تلک ایک خط
مستقیم ہو جاتے ہین حاصل یہہ کہ اوس طوفان بے تمیزی مین جب لوگ گھبراتے
تھے ہمنے کبھی مولانا کو گھبراتے نہ دیکھا خبر ونکا اوسوقت مین چرچا تھا جھوٹی سچی
ہزارون گپ شپ اوڑا کرتی تھی مگر مولوی صاحب اپنے معمولی کام بدستور انجام فرماتے
تھے چند بار مفسدون سے نوبت مقابلہ کی آگئی اللہ رے مولوی صاحب ایسی ثابت قدم
تلوار ہاتھہ مین اور بندوقچیون کا مقابلہ ایک بار گولی چل رہی تھی یکایک سر پکڑ کر بیٹھہ
گئے جسنے دیکھا جانا گولی لگی ایک بھائی دوڑے پوچھا کیا ہوا فرمایا سر مین گولی لگی
عمامہ اوتار کر سر کو جو دیکھا کہین گولی کا نشان تک نہ ملا اور تعجب یہہ ہے کہ خون تمام کپڑون
پر گرا ہوا تھا اوہنہین روزون ایک روز منہہ در منہہ ایک نے بندوق ماری جسکی شستہی
سے ایک موچھہ اور کچھہ ڈاڑھی جل گئی اور کچھہ قدر سے آنکھہ کو صدمہ پوہنچا اور خدا جانے
گولی کہان گئی اور اگر گولی نہ تھی اتنے پاس سے شستہی بس تھا کہ حفاظت الہی ہر جگہ

کچھہ اثر نہوا اس زخم کی خبر اجمالی بعض دشمنون نے جو سنی تو سرکار مین مخبری
کی کہ تہانہ بہون کے فساد مین شریک تھے حالانکہ مولانا فساد و بپا سے کوسون
دور تھی ملک و مال کے جہگڑے اگر سر رکھتے تو بجہد صورت ہی کیون ہوتی کہین کے
ڈپٹی یا صدر الصدور ہوتے اعلیٰ حاجت روپوشی کی ہوئی حضرت حاجی صاحب بہی
ایسے ہی باعث سے روپوش ہوگئے تہے۔ ایام روپوشی مین ایک روز دیوبند تہے
زنانہ مکان کے کوٹھے پر مردون مین سے کوئی تہا نہین زینہ مین آکر فرمایا پردہ کرلو مین
باہر جاتا ہون عورتون سے رک نہ سکی باہر چلے گئے بعض مرد بازار مین تہے اونکو اطلاع
کی وہ اپنے مکان پر پونہچے دوڑ سرکاری ادمیون کی پونہچ لی تہی اونہون نے آکر تلاشی
لی ہرچند بظاہر مولویصاحب کی تلاش نہ تھی مگر پہر خوف کی جگہہ تہی اسکی بعد بہی مسجد
مین رہتے اور پہر کسی نے تعرض نہ کیا اسی طرح اللہ تعالے نے چند بار بچا دیا۔
اوس زمانہ کی کیفیات عجیب غریب گذری ہین لکہنا اونکا طول ہے اوسی وقت مین دیوبند
اور انبہٹہ وغیرہ مختلف جاے پر متفرق اوقات مین رہے بوڑیہ گنتہلہ لاڈوہ پنجلاسہ
جمنا پار کئی دفعہ گئے آئے آخر حضرت حاجی صاحب عرب کو روانہ ہوگئے احقر کو بعد اونکے
یہی سوجہی کہ تو بہی چل مولانا کی روپوشی محض عزیز و اقارب کی کہنے سے تہی ورنہ
اونکو اپنی جان کا کچھہ خیال نہ تہا مولانا نے بہی ارادہ کیا اس روپوشی کی بلا کے سبب
والدین نے بخوشی اجازت دیدی احقر بے سامان تہا قلیل سا زادراہ بہم پونہچایا تہا مگر
مولوی صاحب کی بدولت وہ سب راہ بخیر و خوبی طے ہوا ہرچند مولویصاحب بہی بے سامان

ستے تھے مگر بدولت توکل سب راہ بخیر وخوبی پورا ہوا اور سب کام انجام ہوگئی کشتیون
کی راہ پنجاب ہوکر سندہ کیطرف کو گئے کراچی سے جہاز مین بیٹھکر جمادی الثانی سنہ
بارہ سو ستتر مین روانہ ہوئے اور آخر ذی قعدہ مین مکہ معظمہ پونہچے بعد حج مدینہ شریف
روانہ ہوئے اول صفر مراجعت کی اوسی مہینہ کے آخر مین جہاز مین بیٹھے ربیع الاول
کے آخر مین بمبئی آئے جمادی الثانی تک وطن پونہچے جاتی بار مین کراچی سے جہاز
بادبانی مین سوار ہوئے تھے رمضان کا چاند دیکھکر مولوی صاحب نے قران شریف
یاد کیا تھا اول وہان سنایا اور جہاز مین کیا سیر تھا بعد عید مکہ پونہچ کر حلوای مسقط
خرید فرماکر شیرینی ختم دوستون کو تقسیم فرمائی سو مولوی صاحب کا اس سے پہلے قران
یاد کرنا کسیکو ظاہر نہوا تھا آہستہ آہستہ پڑہتے اور یاد کرلیتے اور ہر لفظون کے
نزدیک ٹھرا ہوا ہے کہ بلند آواز سے یاد ہوتا ہے بعد ختم فرماتے تھے کہ دو سال مین رمضان
رمضان مین فقط یاد کیا ہے اور جب یاد کیا پاؤ سیپارہ کی قدر یا کچھہ اوس سے زائد
یاد کرلیا اور جب سنایا ایسا صاف سنایا جیسے اچھے پرانے حافظ پھر اکثر بہت بہت
پڑہتے ستائیس سیپارے ایک بار یاد ہے ایک رکعت مین پڑہے اگر کوئی اقتدا کرتا کہ ثقل
کرکر اوسکو منع فرمادیتے اور تمام شب تنہا پڑہتے رہتے بعد زیارت حرمین شریفین
ایک برس کچھہ کم وزیادہ مین وطن آئے مراجعت براہ بمبئی اور ناسک ہوئی ریل ناسک
تک تہی وہان سے گاڑیون مین آئے پیچھے بعد تحقیقات سرکار نے مطالبہ عام اوٹھادیا
تہا چند خاص شخصون کی نسبت جنپر سرکار کا شبہ قوی تہا اشتہار جاری رہا ہے

گھر پر اپنے رہے غدر مین دہلی کا تو سب کا رخانہ درہم برہم ہوگیا تہا مولوی احمد علی صاحب کا مطبع کیا گذرا تھا اوس زمانہ مین سوا وطن اور کوئی جگہہ جانی کی نہ تہی کبھی وطن کبھی دیوبند رہتے تہے اسی وقت مین احقر نے حضرت سے بخاری قدرے پڑہی پھر منشی ممتاز علی صاحب نے میرٹھہ مین چھاپہ خانہ کیا مولویصاحب کو پرانی دوستی کے سبب بلالیا وہی تصحیح کی خدمت تہی یہہ کام برائے نام تہا مقصود اونکا مولویصاحب کو اپنے پاس رکہنا تہا احقر اوس زمانہ مین بریلی اور لکہنؤ ہوکر میرٹھہ مین اوسی چھاپہ خانہ مین نوکر ہوگیا اور منشی جی حج کو گئے تہے اوسوقت مین ایک جماعت نے مسلم پڑہی احقر بہی اوسمین شریک رہا وہی زمانہ تہا کہ بنا مدرسہ دیوبند کی پڑی مولوی فضل الرحمن اور مولوی ذوالفقار علی صاحب اور حاجی محمد عابد صاحب نے یہہ تجویز کی کہ ایک مدرسہ دیوبند مین قائم کرین مدرس کے لئے تنخواہ پندرہ روپے تجویز ہوے اور چندہ شروع ہوا چندہی روز گذرے کہ چندہ کو افزونی ہوئی اور مدرس بڑہائے گئے اور مکتب فارسی اور حافظ قران مقرر ہوئی اور کتب خانہ جمع ہوا مولوی محمد قاسم صاحب شروع مدرسہ مین دیوبند آئے اور پھر ہر طرح اس مدرسہ کے سرپرست ہوئے مدرسہ کے احوال لکہنا یہان طول لاطائل ہے سالانہ کیفیتون سے یہہ سب امر واضح ہو جاتے ہین ۱۲۸۵ھ مین مولانا کو حج کی پھر سوجہی چند رفقا کو ساتہ لیکر حج کر آئے اور منشی ممتاز علی صاحب بہی اوسی سال اسقدر قیام رہا کوئی گذرا ایکسال بعد واپس آگئی پھر مولویصاحب دہلی گئے منشی جی کا چھاپہ خانہ دہلی مین ہوا منشی جی کے پیچھے میرٹھہ مین مولوی محمد ہاشم صاحب کے مطبع مین کام کیا

اس زمانہ مین پڑہانا اکثر تہا سب کتابین بے تکلف پڑہاتے تہے اور اسطرح کے مضامین
بیان فرماتے تہے کہ کسی نے سنے نہ سمجہے اور عجائب غرائب تحقیقات ہر فن مین بیان فرماتے
جس سے تطبیق اختلافات اور تحقیق ہر مسئلہ کی بیخ و بن تک ہوجاتی تہی آج اونکی بعض تعلیم
کا اثر موجود ہے ہرچند ذرہ آفتاب کا کیا نمونہ مگر پہر اوسی جمال کا آئینہ ہے اور جو ہی
اوسکی حوصلہ کی موجب اوسمین جلوہ گر ہے جو چاہین دیکہہ لین اور اونکی تحریرات و تقریرات
کو سُن لین مولوی صاحب نے اس عرصہ مین چند تحریرات کے بعضے جواب کسی سوال کے بعض
فرمایش کسی دوست کی بعض اتفاقیہ اگرچہ مجموعہ اونکا کثیر ہے مگر ایسے پریشان ہین
کہ اجتماع اونکا مشکل ہے زیادہ ترفیض رسانی کی طرف اسی زمانہ مین توجہ ہوئی مولوی صاحب
سے پڑہنا نہایت ہی دشوار تہا جو شخص طباع ہوا اور پہلے سے اصل کتاب سمجہا ہوا ہو تب
مولوی صاحب کی بات سمجہہ سکتا تہا ہرچند مولویصاحب نہایت ہندی کی چندی کر کر بیان
فرماتے مگر پہر مشکل بات مشکل ہی ہوتی ہے اسی زمانہ کے درمیان اس دہلی مین پادریون
کے وعظ کا چرچا تہا اور مسلمانون مین سے بعضے بیچارے اپنے ہمت سے اونسے مناظرہ کرتے
تہے کوئی اہل علم جنکا یہہ کام تہا اسطرف توجہ نکرتے تہے مولویصاحب نے اپنے شاگردونکو فرمایا
کہ تم بہی کہڑے ہوکر بازار مین کچہہ بیان کیا کرو جہان وہ لوگ بمقابلہ نصاریٰ کے بیان
کرتے ہین اونکی امداد کیا کرو آخر مباحثہ کی ٹہری اور مولویصاحب نے کسی صورت و شکل بنا کے
اور اپنا نام چہپا کر موجود ہوئے پادری تاراچند نام تہا اوس سے گفتگو ہوئی آخر وہ بند ہو
اوس گفتگو سے بہاگا اوسی زمانہ سے مولوی منصور علی صاحب دہلوی سے جو فن مناظرہ

اہل کتاب مین یکتا ہین ملاقات ہوئی مولوی منصور علی صاحب بیبل کے گویا حافظ ہین
اور اونکا طرز مناظرہ بہی جداگانہ ہے اب اونہین کے شاگرد بمقابلہ پادریون کے دہلی مین وعظ
کہا کرتے ہین اتفاقات تقدیر سے سنہ ۱۲۹۳ھ بارہ سو ترانوے ہجری مین چاندپور ضلع شاہجہانپور
مین کوئی تعلقہ دار ہے پیارے لال اصل ہندو کبیر پنتھی ہے اوسکو شاید میل نصرانیہ کیطرف
ہوا اوسنے ہندو پنڈت اور پادری نصارے اور عالم مسلمانون کو جمع کرنا چاہا کہ باہم ایک
گفتگو ہو اور تحقیق مذہبی کا ایک میلہ قائم کیا اور میلہ خداشناسی اوسکا نام رکہا بریلی
اور وہان کے اطراف کی لوگون نے مولویصاحب کو اطلاع کی مولویصاحب نے سامان سفر
درست کیا اور روانہ ہوئے اور دہلی سے مولوی منصور علی صاحب کو بلوایا اور یہان سے
بعضے اور لوگ ساتہہ روانہ ہوئے شاہجہانپور پہونچے اور وہان سے اوس گانوین
پہونچے اول گفتگو کے باب مین اور اوسکی وقت مقرر کرنے مین ایک بحث رہی پہر آخر
گفتگو ہوئی طرز گفتگو کے نہ تہی بلکہ ہر شخص اپنی باری پر کچہہ بیان کرتا تہا ہر چند وقت مقید
تہا مگر مولویصاحب نے ابطال تثلیث وشرک اور اثبات توحید ایسا بیان کیا کہ حاضرین جلسہ
مخالف وموافق مان گئے کیفیت اوس جلسہ کی چہپی ہوئی ہے جو کوئی چاہے دیکہے
مولانا کی تقریر اوس مین مندرج ہے آخر مین حسب عادت پادریون نے بحث تقدیر
پیش کی پادری جب عاجز آتے ہین یہی مسئلہ پیش کیا کرتے ہین مولانا نے اس مشکل
مسئلہ کو ایسا بیان فرمایا کہ عام وخاص کو بخوبی سمجہہ مین آگیا اگلی سال یعنی سنہ ۱۲۹۴ھ مین
پہر اوس جلسہ کی خبر ہوئی پہر مولانا تشریف لیگئے اس سال مین مجمع ہنود مین ایکسات

بہت سے پنڈت دیانند سرستی نام آئے تھے ہرچند نو ایجاد مذہب اونکا توحید اور انکار بت
پرستی مین اور عام ہنود کی نسبت جداگانہ ہے مگر بید کے ایمان اور بعضے اور مسائل
جیسے آواگون وغیرہ مین برابر ہین تقریر اس شخص کی اکثر الفاظ سنسکرت کے
ساتھہ ملی ہوئی تہی اسلئے دشواری ہوئی مگر مولوی محمد علی صاحب جو بمقابلہ مذہب ہنود
مشہور ہین اونہون نے کچھہ اوسکا جواب کہا پھر مولانا نے بحث وجود اور توحید کا ذکر کیا
اور ایسا بیان کیا کہ حاضرین کو سواء سکوت اور استماع کے اور کام نہ تھا پھر کچھہ گفتگو
تحریف کی ہوئی تہی بہی بحمد اللہ تعالے الزام تحریف کا اونکے اقرار سے ثابت ہوا حتی کہ
پادری لوگ عین جلسہ مین سے ایسے بے سروپا بہاگے کہ ٹہکانا نہ معلوم ہوا۔ اپنی بعض
کتابین بہی بہول گئے اس جلسہ سے جناب کامیاب واپس آئے اور نصرت دین اسلام
کہ تا بقیام قیامت منصور رہے گا اون کی ذات سے پوری ظاہر ہوئی اور ان دو سال
کے جلسون مین عام مخلوق نے جان لیا کہ یہہ شخص کس پایہ کا ہے اور فضل الٰہی کی
کیا صورت ہوا کرتی ہے۔ جز تائید آسمانی نیست کا نقشہ ظاہر ہوگیا حتی کہ پادری بہی
بول اوٹھے کہ اگر تقریر پر ایمان لایا جاتا تو یہہ تقریر خوش ایسی لطیف اور دل مین اثر کرنے
والی ہے کہ اسپر ایمان لائے مگر ایمان جسکے نصیب مین ہے وہی اوس سے مشرف
ہوتا ہے ورنہ خوب واضح ہے کیفیت اس میلہ کی وہان سے آکر مرتب ہوگئی تہی مگر اتفاق
طبع کا نہوسکا اب کہ مرض اور وقت آخر تہا طبع اوسکا شروع ہوا اب امید ہے کہ ختم
ہوکر مشتہر ہو اور سب صاحب اوس سے مستفید ہون اس وقت مین یہہ سنا تہا

[illegible] اسی [illegible] آپ سے ملنے کی بہی ہوگی اسپر مولوی صاحب نے وہین بیٹھ کر کچھ تحریر
کیا تھا اور اسکا نام تحفۃ الاسلام رکہا [illegible] طبیعت علیل ہے پہر اسی سال ارادہ جناب
مولانا مولوی رشید احمد صاحب کا حج کو جانے کا تہا احقر بہی تیار ہوا اور چلتی مین مولانا کو بہی
ساتھ لے لیا اور مولوی صاحب کے ساتھ اور کچھ کتنے ہی معتقد و خادم آپ کے روانہ ہوئے
شوال ۹۴ھ مین روانہ ہوئے اور ربیع الاول ۹۵ھ کے اول مین پھر اپنے وطن واپس آئے
اس سفر مین تمام قافلہ علما کا تہا بارہ بیس مولوی فاضل ساتھ تھے اور عجب لطف کا مجمع تہا
حضور کی زیارت سے اور ان متبرک مکانون کی زیارت سے مشرف ہو کر جب واپس ہوئے
جدہ پہونچکر مولانا کو بخار ہو گیا یہہ خیال [illegible] کہ جدائی ایسے بزرگ [illegible] بزرگ مقامون کے اور
زیادہ زیادہ چلے اور کچھ پہلے حج سے بہی طبیعت ناساز تہی جدہ پہونچتے ہی جہاز پر سوار
ہو گئے اس جہاز [illegible] اور جہاز کی خبر عشرہ [illegible] دو ہفتہ تک گمان تہا اسلئے
یہہ خیال کیا کہ [illegible] پہونچینگے [illegible] لیں گے اس جہاز میں اتہا
[illegible] ہو گئی [illegible] جہاز میں آسائش [illegible] پانی تہی [illegible] جہاز پر چڑہے ہوئے
[illegible] ہوا [illegible] وہان [illegible]
[illegible] ہم سب [illegible] ہوگئے [illegible] جہاز [illegible]
[illegible] مدن پہونچے وہان [illegible] ہوگا [illegible]
آدمی کنارہ پر اور [illegible] جہاز [illegible]
البتہ [illegible] اور [illegible] جہاز [illegible]

دال بہر ایسے لوگ تہین ، بقدر مرغ کا شوربا غذا کو کہا وہان مرغ کہان میسر تہا آخر نے [illegible]
پاس سے دیا مولانا کو دو ر وپ ان غذا سے نفرت مطلق ہو چکی تہی اب کچہہ رغبت [illegible]
ہوئی بہلی ایسے پونہچے کہ بیٹہنے کی طاقت دشواری سے تہی دو تین روز ٹہر کر وطن کو روانہ
ہوئے ہر چند موسم سرما تہا مگر چہلپور کے میدانون مین دوپہر کو لو چلنے لگی اور مولانا کی
طبیعت بگڑی خیر الحمد للہ اوسوقت نازکی میوہ یہ چیزین پاس تہی کہلایا پانی بلایا لیکن
پونہچنے کے بعد مرض رفع ہوا گو بہ طاقت آئی مگر کہانسی ٹہر گئی اور کبہی کبہی دور وسانس
کا ہوتا زیادہ بولنا دیر تلک کچہہ فرمانا مشکل ہوگیا پہر اوسمین بہی کسیقدر تخفیف ہوئی آ ئی ل
شعبان مین روڑکی سے خبر ملی کہ پنڈت دیانند تشریف لائے ہوئے ہین اور مسلمانون کے
مذہب پر کچہہ اعتراض مشتہر کئے ہین اہل روڑکی مولانا کو مجبر ہوئے کہ اب تشریف لا دین
مولانا باوجود ضعف اور مرض تشریف لے گئے اور بہت سے خادم ساتھہ ہو گئے اور اطراف و جوانب
سے بہت سی مخلوق مولانا کی تقریر کے اشتیاق مین جمع ہوگئی مگر وہ بندہ اللہ کا گفتگو
پر پکا نہوا اپنڈہی بینڈی شرطین کرتا تہا جس سے عاقلان خود می . [illegible] کی نیت
سمجہہ مین آتی تہی آخر غرض وہ چلدیا اور مولانا نے وہان ایک وعظ کہا اور اوسکی اعتراضون
جواب ذکر فرمائی پہر واپس دیوبند تشریف لا کر رمضان وطن میں کہا اور اس عرصہ مین تحریر
اوس تقریر کی شروع کی جو اوسکی جواب مین فرمائی تہی [illegible] کا استقبال قبلہ پر تہا
کہ بت پرستی ہے اوس رسالہ کا نام قبلہ نما ہے [illegible] تحم کا رسالہ ہی پہر پنڈت
دیانند کہین پہر پہرا کر میرٹہہ پونہچے اور وہان وہی اعتراض [illegible] جسکو شرم

نہو جو جاہے کرے اتفاقاً جناب مولویصاحب بہی اون روز وان میر ٹھہ کا ارادہ
کہ وہان بہی بعضے صاحبون نے بلانے کے باب مین تحریک کی غرض مولانا بھی چلے
اور ضعف کی سبب شدت سے تہی مگر وہی ہمت آخر وہی بہانہ حیلہ کر کے وہان
کافور ہوگیا وہان بہی اوسکا جواب ویسے ہی مولانا کچھہ بیان فرما اور
کی جگہ مولوی عبد العلی صاحب نے بطرز جواب لکہا اور نام جواب ترکی بہ ترکی رکہا پنڈت کے
بعض معتقدون نے کچھہ تحریر بجواب مولانا بے سروپا لکہی تہی اوسمین پنڈت نے
مسلمانون کے مذہب پر اعتراض کئے تہے یہہ رسالہ اوسکے جواب مین ہے اور اس عرصہ
مین چند بار جلد جلد وہی دورہ ہوا اور کئی بار صورت سانس کی سی ہوگئی پہر اللہ جل شانہ
نے تخفیف فرمادی یون خیال تہا کہ اب یہہ مرض ٹہر گیا خیر دورہ ہے ہر چند صحت اور
نجات کی امید پوری نہ تہی کیونکہ علاج ہر قسم کے ہوئے صورت آرام کی نہوئی یونانی
طبیبون نے ہر قسم کا علاج کیا ڈاکٹرون نے ہر طرح سے تدبیر کی ہندی ادویہ کشتے
رس وغیرہ برتے مگر مرض رفع نہوا و بس آسی کیفیت پر گذر گئی کہ گاہ گاہ کچھہ صورت
تخفیف کی ہوکر قدرے طاقت آئی اور پہر دورہ سانس کا ہوا اور وہی صورت ضعف کی ہوگئی
ایک روز کے مرض مین کبہی کبہی کی طاقت سلب ہو جاتی تہی اور مولانا نے برخلاف عادت
اس مرض مین جو علاج ہوا اوسکو قبول کیا جو دوا کہلائی کہالی جو تدبیر کسی نے کی اوسکو
کرلیا البتہ مزاج لطیف و نفیس تہا ویسی ہی دوا کو پسند فرماتے اور بعد عرض کرنے خدام
کے جو دوا ہوتی استعمال فرما لیتے کئی بار اسہال ہی ہوا مگر دست تخفیف ہو جاتی تہی مگر جب

رض کی نہین جاتی تہی حکیم مشتاق احمد صاحب دیوبندی آخر تلک مصروف رہے اور ڈاکٹر حافظ
عبدالرحمن صاحب مظفرنگری نے علاج مین کوئی دقیقہ اوٹہا نرکہا - مگر تقدیر سے چارہ نہین
اور موت کا کچہہ علاج نہین اور وقت مقدر ٹلتا نہین اگر دوا اور تدبیر پر کام ہوتا بیشک مولانا
کو صحت ہوتی وہ دوائین مولانا کے لئے میسر ہوئی کہ جو امراکو بہی شاید بدشواری میسر آوین
اور ویسا علاج ہوا کہ جو بادشاہون کو بہی شاید ہی نصیب ہو کہان طمع اور خوف کی بات
اور کہان عقیدت قلبی آخر کی صورت مرض کی یہہ ہوئی کہ جناب مولوی احمد علی صاحب کو
فالج ہوگیا تہا اوسمین سہارنپور تشریف لے گئے اور حافظ عبدالرحمن صاحب کو مظفرنگر سے
بلایا تہا اوسی روز گئی اور پہر شام کو واپس ریل مین آئے تکان کے سبب طبیعت علیل ہوگئی
مگر چند روز کے بعد صحت ہوگئی جب کچہہ قوت آئی علاءالدین بندہ زادہ کی استدعا پر کچہہ پڑہانا
بہی شروع کیا بعد عصر کچہہ ترمذی کی ایک دو حدیث ہوتی جب تلک کہانسی نہ اوٹہتی بیان
فرماتے رہتے اور جب کہانسی کم ہوتی تب بہی ذرا ٹہر کر بیان فرماتے اور جب خدمت
ہوجاتی موقوف فرمادیتے پہر اسی عرصہ مین سہارنپور کا قصد کیا اور جناب مولوی احمد علی صاحب
کو تخفیف اصل مرض مین ہوگئی تہی مگر بخار اور ضعف شدید تہا - مولوی صاحب ٹہرنے
کے باعث ہوئے دو ہفتہ وہان قیام فرمایا اور اتنا قیام خلاف عادت تہا وہان دو بہوا
رہا تہا ہی اوسکی ذات الجنب بہی ہوا یہان دوسرے دن خبر ہوئی اوسی روز حافظ انوار الحق
صاحب روانہ ہوئے اور صبح کو مولوی صاحب کو ریل مین لے آئے مگر آئی کیا کہ سانس نہ آتا تہا ناچار
فصد لی درد موقوف ہوا پہر کچہہ درد کا اثر معلوم ہوا اوسکے لئے جونک لگائی دو تین دن

طبیعت صاف رہی اس عرصہ مین دہلی سے کچھہ دوائین مقوی آئی تہی اونکا استعمال ہوا ضعف نہایت تہا بات کرنی دشوار تہی اوسمین حرارت کو شدت ہوگئی اور اب کچھہ غفلت ہوجاتی تہی اول ایک مُلین دیا تہا رائے ہوئی کہ پہر ملین دیا جاوے ملین دیا دو دست ہو غفلت کو شدت ہوئی ظہر کیوقت اکہ جواب دیتے تہے مگر ہوش نہ تہی یہانتک کہ نماز کے لئے کہا تو سوار اچہا کے اور کچھہ نکر سکے نہ تیمم کیطرف توجہ ہوئی نہ نماز کیطرف تب ایک صورت یاس کی ہوئی یہہ منگل کا دن تہا اخر روز مین وہ جواب بہی موقوف ہوگیا اور ایک تشنج کی آمد شروع ہوئی اوسکو نزع سمجہا اور یون جانا کہ اب وقت اخر ہے مگر وہ رات اور دن اور اگلی رات اور دوپہر جمعرات کی اسی کیفیت پر گزرے اوسوقت مین سب احباب امروہہ مرادآباد میرٹھہ سہارنپور گنگوہ نانوتہ وغیرہ سے جمع ہوگئے تہے چوتہی جمادی الاولی سنہ بارہ سو ستانوین جمعرات کو بعد نماز ظہر اچانک دم آخر ہوگیا ایک قیامت قائم ہوگئی گہر مین وسعت نہ تہی مدرسہ مین لاکر جنازہ رکہا اور بعد غسل وکفن بیرون شہر ایک قطعہ زمین کا حکیم مشتاق احمد صاحب نے خاص قبرستان کے لئے اسی وقت وقف کردیا وہان اول مولانا کو دفن کیا مغرب سے پہلے نماز ہوئی باہر شہر کے میدان مین نماز ہوئی اتنا مجمع ان بستیون مین کبہی دیکہنے کا اتفاق نہوا تہا بعد مغرب دفن کیا اور اوس خزانہ خوبی کو سپرد زمین کردیا اور ہاتہہ جہاڑ کر چلے آئے مولوی صاحب کے انتقال کا سا غم والم کبہی نہین دیکہا تہا ایک ماتم عام تہا ہر جگہ رونا او نوحہ تہا اور سر پیٹنا اور کپڑے پہاڑنا نہ تہا کیونکہ یہ برکت صحبت مولانا جتنے لوگ تہے وہ حدود شرع سے باہر نہ تہے مگر ایسا غم عام ہمنے دیکہا نہ سنا اللہ تعالے درجات عالی جنت

مین نصیب فرماوی اور جوار خیر مین جگہہ دیوی جناب مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی سلمہ کو
منگل کے روز ظہر کے بعد سے کے دوپہر سے پہلی مولوی صاحب تشریف لائے اور جمعہ کے روز سہارنپور
کو تشریف لے گئے مولوی صاحب کو یہہ ایسا صدمہ ہوا ہے کہ اس سے زیادہ کیا متصور ہو اور ایسے
ضابط مگر سکوت اور نماز مین اکثر گذرتی رہی مولوی صاحب کی طبیعت پہلے سے ہی ناساز تھی اب
یہہ صدمہ ہوا سہارنپور پہونچ کر شنبہ کے روز جناب مولوی احمد علی صاحب کا انتقال ہوگیا
یہہ آفت پر آفت اور مصیبت پر مصیبت ہوگئی مگر مولوی صاحب کے صدمہ کے جنب اور مقابلہ مین یہہ
صدمہ بہت ہی کم ہوگیا ورنہ خدا جانے اسکا کتنا صدمہ ہوتا جناب مولوی صاحب نے دو صاحبزادے
چہوڑے ایک میان احمد جنکی عمر اٹہارہ برس کی ہے شادی ہوگئی طالب علمی مین مصروف
ہین بحمد اللہ ذہن عمدہ طبیعت تیز مزاج سنجیدہ ہے مولانا کے قدم بقدم خداوند تعالے کرے
اور ویسی ہی شہرت اور عزت نصیب کرے اور صلاح و تقوی اور نشر علم و خیر انکی ذات سے فرماوے
چہوٹے صاحبزادے میان محمد ہاشم آٹہہ برس کی عمر بہت ذی ہوش مستقیم مزاج ہین قران
شریف حفظ کر رہے ہین اللہ تعالے کمالات ظاہری اور باطنی نصیب فرماوے۔ اور تین صاحبزادیان
ہین ایک بی بی اکرامن یہہ سب سے میان احمد سے بہی بڑی ہین مولوی صاحب کی اول اولاد
یہی ہین نکاح انکا جناب مولوی صاحب نے میان پیرجیو مولوی عبداللہ صاحب سے کیا ہے یہہ احقر کے
بہتیجے ہین اور داماد ہین شاہ ابو المعالی بہنوئی کے بیٹے مولوی انصار علی صاحب
مرحوم کے اور احقر سے اکثر کتابین پڑہی اور جناب مولوی صاحب سے پڑہا ہے نہایت عمدہ ذی
ہین ان سے تین لڑکیان اسوقت اولاد ہے اللہ تعالے انکی نسل مین برکت کرے مولوی صاحب کی

سب اولاد مین صلاح و خوبی عام ہے اخلاق عمدہ مہمان نوازی عادت مستمرہ ہے ان سے
چھوٹی بی بی رقیہ ہین انکا نکاح مولوی پیر جیو محمد صدیق سے کیا ہے یہہ مولوی صاحب کے ماموں
مولوی امین الدین صاحب مرحوم کے نواسے ہین اور اولاد مین حضرت شیخ عبد القدوس
گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے ہین نہایت نیک اور سنجیدہ مزاج ہین ان سے ایک ... ہے
جناب مولویصاحب نے دونون لڑکیون کا نکاح بالکل سنت کے موافق کیا بدون اطلاع کسیکو
جمعہ کے روز بعد جمعہ نکاح کر دیا البتہ جناب مولوی رشید احمد صاحب کو بلوالیا تہا اور انکو
غالبًا اطلاع فرمادی تہی اور کسیکو خبر نہ تہی اور نہ کچہہ جہیز وغیرہ کا ذکر کیا مگر بعنایت خداوندی
دونون کے پاس زیور کپڑا جیسے ہماری برادری مین ہوا کرتا ہے موجود ہے نہایت خوش
وخورم گذران ہے اللہ کا شکر اور احسان ہے۔ چھوٹی صاحبزادی بی بی عائشہ انکی عمر
چار برس کی ہے مولویصاحب کو انسے بہت محبت تہی بخلاف اور اولاد کے مولویصاحب
انکو پاس بٹہلا لیتے اور ہنسی باتین کرتے اللہ تعالے عمر وصلاح نصیب فرماوے یہہ اس عمر
بہت ہوشیار اور خوش مزاج ہین اللہ تعالی اور مزید فرماوے۔ جناب مولویصاحب سے بہت
سے لوگون کو نسبت شاگردی ہے مگر عمدہ اونمین سے ایک مولوی محمود حسن صاحب فرزند
کلان مولوی ذوالفقار علی صاحب دیوبندی ہین اکثر کتابین مدرسہ دیوبند مین پڑہی اور
اور حدیث مولانا کی خدمت مین حاصل کی اور تکمیل وہان ہوئی دیوبند مدرسہ کی طرف سے
اونکو دستار فضیلت اول بار بندہی دوسرے مولوی فخر الحسن صاحب گنگوہی ہین وارستگی
مزاج مین مولانا کے قدم بقدم بلکہ کچہہ بڑہکر ہین عمدہ استعداد ہے انہون نے بہی مدرسہ

دیو بند مین تحصیل کی ہے اور اول جناب مولوی رشید احمد صاحب سے تحصیل کی تہی تیسرے
مولوی احمد حسن امروہوی انسے مولانا کو کمال محبت تہی نہایت عمدہ ذہن و ذکا اور اعلے
درجہ کی عمدہ استعداد ہے اور جناب مولانا سے کمال مناسبت ہے الغرض ان صاحبون کی سوا
اور بہت سے شاگرد ہین - مولانا باوجود اجازت حضرت حاجی صاحب مخدوم و مکرم قبلہ ایک
زمانہ تلک کسیکو بیعت نکرتے تہے پہر آخر بہت تاکید کی بعد چند لوگ بیعت ہوئے اور بہت سے
لوگ انمین صاحب حال ہین مگر مولوی صاحب نے کسیکو اجازت نہین فرمائی اور اب
آخر مین بہت بیعت سے انکار فرما دیتے تہے اگر کوئی طالب ہوا کچہہ وظیفہ بتلا دیتے جیسے مولانا کی
شاگرد اور مرید فدائی اور جان نثار خادم ہین ایسے کہان ہوتے ہین حالانکہ مولانا سب کی
ساتہہ دوستانہ اور برابری کا سا برتاو رکہتے تہے بلکہ تعظیم و تکریم سے گہبراتے تہے فقط
بعد انتقال جناب مولوی صاحب کی بہت سی تاریخین اکثر صاحبون نے نکالین سب کا یہان
ذکر کرنا طول ہے اونمین دو مادہ پسند احقر ہوئے ہین اونکو ذکر کرتا ہون ایک خود احقر نے
نکالا ہے کیا چراغ گل ہوا اور اسکو نظم بہی کیا ہے کئی طور پر اور دوسرا مادہ نہایت عمدہ
بغایت پسندیدہ مولوی فضل الرحمن صاحب دیو بندی نے نکالا ہے وفات سرور عالم کا
یہہ نمونہ ہے - مولوی صاحب نے ایک قطعہ نظم بہی فرمایا ہے جس کا یہہ ایک مصرعہ ہے
اور دونون بزرگون کی وفات کی تاریخ عبد الرحمن خان صاحب مالک مطبع نظامی کانپور
عمدہ نکالی ہے یہہ تہی رضی اللہ عنہما ایما اور احقر نے یہہ مادہ اسکی لئے پایا ہے مصیبت
برائی ۔ فقط اب دعا پر ختم کلام کرتا ہون - یا اللہ یا رب یا کریم اپنی فضل

عمیمہ و عنایت عام و تفضل تام سے ان حضرات کو اعلیٰ علیین میں مقام کرامت فرما اور ہم پسماندوں کو انکی طریقۂ مستقیم ہدایت پر استقامت نصیب فرما اسی پر زندہ رہنا اور اسی پر مرین اور اسی پر حشر ہو آمین ثم آمین

تمام شد رسالہ ہذا

۷ شوال المکرم

۱۲۹۷ھ

ہجری

بفضلہ تعالیٰ رسالہ سوانح عمری متضمن حالات فیض انتساب کرامت مآب جناب حاجی مولوی **محمد قاسم صاحب** مرحوم نانوتوی مولفہ جناب مولوی **محمد یعقوب صاحب** بساعت مسعود بتاریخ ۷ شوال ۱۲۹۷ھ ہجری المقدس مطبع صادق الانوار بہاولپور میں باہتمام **حافظ عبد القدوس** سپرنٹنڈنٹ و ایڈیٹر مطبع کی مطبوع ہو کر مثل صبح صادق کے اپنی انوار فیض آثار سے آفاق کو منور کیا۔ فقط ——————